

ادبیت

نعت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

از جناب المصاحب مظفر نگری

جی ہے جلوہ عرفان حق و حزن کی پیشانی
گدا کو بخشے ہیں دم میں اور نگہ جہانبانی
وہ لذت گیر جب ہوتے ہیں جوان بن و سلوکی
وہ جس دم عالم تنزیہ میں پرواز کرتے ہیں
ہے ان کی ذات خود اک کعبہ مقصود اہل دل
کبھی روتے بھی ہیں گر شدت دردِ محبت سے
ٹپکتی ہیں لبوں سے ان کے لبوں میں آہ جیوں کی
نہ آنے دے تصور میں خیالِ جذبہِ باطل
نہیں ہیں فکر کے قابل قیاسات اہل یونان کے
تو حاصل کروہ دل جو مرکز اسرار و صرت ہے
وہ دل جو رنہ کبریٰ ہو دنیائے محبت میں
کبھی ہے سجدہ آرائے تم شمشیرِ قاتل پر
یہی شانہ کش و مستی طراز زلفِ لیلیٰ ہے
ہے نے بست زلفِ تاج میں کبھی ماندوہ جاں فرما

بچے کیا ان کی نظروں میں شکوہ تاجِ سلطانی
اڑاتے ہیں ہوا میں پرچمِ تختِ سلیمانی
کیا کرتے ہیں پتے تلخِ طوبیٰ کے گس رانی
دبا تی ہے پر جبریل کو ان کی پرافشانی
طوافِ انگی گلی کا افتخارِ بارغِ رضوانی
تو آنسو بن کے گرتا ہے دردِ ریائے عمانی
ہے پیدا ان کے ہر اک لفظ سے تفسیرِ قرآنی
اوسے غافل نہ دب جائیں کہیں جذباتِ روحانی
کہاں نکلی ہے آئینے سے اسکندر کے حیرانی
دو فور غم سے جس میں ہر بات دن آتی ہے طغیانی
جو ہر عالم میں رہتا ہے ہلاکِ ذوقِ وحدانی
کبھی حلقومِ بسل پر نشانِ تشنہ سامانی
عطا کی ہے اسی نے قیس کو بھی خانہ ویرانی
کبھی کا رخِ مصور میں جمالِ ماہِ کنعان

کبھی الہام تسکین ہے خلیل اللہ کے دل پر
 جہانِ قدس اس کی عظمتوں پر رشک کرتا ہو
 وہی حسنِ خفی پھیلا تو اک بحرِ حقیقت تھا
 وہی جس نے فروغ و زینتِ بزمِ ازل ہو کر
 جھکے تھے جس کے سجدے کو ملائکہ صفا بصر تک
 میسر جس کو بازرغ البصر کی دیدہ افروزی
 ہے تکمیلِ نبوت کے لئے خود حجتِ قاطع

قلم برداشتہ اک مطلع رنگیں الم لکھو

کرد ساقی سی باتیں گر ہے شوقِ نطقِ ریحانی

وہ دے لہا رہی ہے جس میں برقِ طورِ عرفانی
 یقین ہو جائے دل کو اتصالِ آبِ آتش کا
 میں باہر کش ہوں پیا سا آج دیا ہو تو پی لو ننگا
 چلے دور ایک ایسا بزمِ رندانِ حقیقت میں
 مزاجِ دل کو گراتی ہے جکی شعلہ سامانی
 نظر آجائے بے پردہ شفق کی شعلہ سامانی
 کہیں بھتی ہے اک ساغر سے میری تشنہ سامانی
 کہ مٹ جائے دلوں کی سوزشِ غم کی فراوانی

لکھو پھر مدح حاضر میں اک ایسا مطلعِ روشن

جسے سن کر کہیں احسنِ عرفی اور خاقانی

وجودِ پاک تیرا احسنِ تعویمِ انسانی
 تجھی کو یہ شرف حاصل ہے ای محبوبِ یزدانی
 فروغِ باطل افگن تیرے جلووں کی درخشانی
 نہ ہے شانِ طلوعِ آفتابِ برجِ عرفانی
 ترا قلبِ مطہر مرکزِ اسرارِ ربانی
 فلکِ آسمانوں پہر کرتا ہے تیرے دم کی درباری
 شاید جس نے عالم سے خیالِ شرکِ ظلمانی
 دو عالم سر جھکا کر بول اٹھے ما اعظمِ شانی

غایت کا تری پر تو بہارِ باغِ رضوانی
 ذنب تیری سعادت میں اب جس و ظلمانی
 اثر اقلن ہے برجیں فلک اور جنوت سے
 ازل سے تا ابد ثانی نہ ہوگا آپ کا ہر گز
 تحرک ہے اگر دل میں تری گرمی الفت سے
 نسیم فیض سے تیری ہے تازہ گلشن ہستی
 ہے سنبھل طعنہ زن کیسوتے محبوبانِ عالم پر
 زینِ خوش آسماں خوش بجز خوش آب و آتش خوش
 ترے جلوے کی ضوزینت فروز عرشِ رحمانی
 قمر کو برجِ عقرب ہو گیا ہے برجِ سرطانی
 زحل کی قوتیں مسلوب ہیں ہم شکلِ زندانی
 ہے خود صنعت پر اپنی ذہنِ فطرت وقفِ حیرانی
 لہو کی موج پر غالب ہو کیونکر روحِ شریانی
 خوشی سے ہیں نجومِ آسماں جو گل افشانی
 نگاہِ نرگس شہلا ہے شمشیرِ صفا ہانی
 مگر مسلم ہے وقفِ کاشش غمہائے پہانی

آلم خاموش ہی آید صدا از جانبِ طیبہ

رسول اللہ می گوید کہ بشنو رمزا یمانی

بہوش آورد دل در ہوش راست غزنخوانی
 نیدانی ز افعالتش نخل شد نفسِ شیطانی
 تشتت در گمانش مقصدِ دینی و ایمانی
 یکے بیتاب و مضطرب پے تقلیدِ افرنگی
 بہم مثلِ سگاں در جگ بہر اقتدار خود
 نمی داند کہ ایساں در پے دین کسے پویند
 بدہ اندیشہ اوراک را ذوقِ خدا دانی
 گرفتہ مسلم نادان طریقِ نامسلمان
 تفرق در خیالتش مقصدِ تعلیمِ قرآنی
 یکے سوئے کلیسامی دو در ذوقِ رہبانی
 شدہ نذر تخلف مقصدِ احکامِ قرآنی
 کہ می دارند از منشاے من بعد فراوانی

آلِ سورِ اعمالیت این غوغا کہ می بینی

دچار کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی